© rasailojaraid.com

میں کرتے ہیں۔ دونوں طرف کے اکابر کو بہت ہی کم اس کا سامنا کرنے کا اتفاق ہوتا ہے سننے والے تڑپ اٹھتے ہیں۔ مگر فریاد کریں تو کس سے ؟ پھر شکوک وشبہات کی بوجھل فضاؤں میں چھوٹوں کی بات بڑوں پر کب اثر انداز ہو سکتی ہے۔ پھر اپنی ویرانی اور بربادی کا ماتم وشیون کرنا کس کے بس میں ہے ؎

قومی ہم قتلوا امیم اخی واذا رمیتھم لیصیبنی سھمی

صد حیف کہ جو جماعت اشداء علی الکفار رحماء بینھم کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھا اور جو لوگوں کو لتبشرا ولا تنفرا کا سبق دینے پر مامور تھا اور جس کی دعوت پوری امت مسلمہ کو یہ بھی کہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (آپس میں مت لڑو ورنہ تم میں سستی اور کمزوری آجائے گی اور دشمن کے مقابلہ میں تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔) ـــــ اور جسے قریبی اسلاف نے بھی اختلاف رائے کے باوجود ایک دوسرے کی قدر و منزلت میں اپنی جان چھڑکنے کا درس دیا تھا، جو فرق مراتب نہ کرنے کو زندقہ سے کم نہ سمجھتے تھے ـــــ اور وہ جو خلق مجسم تھے، جن کی محبت بھی اور بغض بھی خالص اللہ ہی کے لئے ہوتا تھا۔ اُس قدوسی طبقہ کے وارث آج برسر بازار ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو کر دشمنوں کی شماتت کا سامان کر رہے ہیں۔ فالرزیۃ کل الرزیۃ۔ خلوص کی جگہ نفسانیت اور حمیت دین کی جگہ تعصب اور تحزب نے لے لی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

یا ناعی الاسلام قم فانعہ قد زال عرف وبدا منکر

یہ سطور لکھتے وقت ایک طرف اپنے موجودہ قابل احترام بزرگوں کی عظمت اور بلندی اور اپنی بے مایگی و پستی ایک حقیقت مجسم بنکر سامنے کھڑی ہو گئی ہے۔ دوسری طرف اس جرأت رندانہ پر دل و دماغ لرزاں و ترساں ہے کہ کہیں اس نالۂ نارسا کو شوخی اور گستاخی سمجھ کر موردِ عتاب نہ بنایا جائے۔ مگر یہ داستانِ ویرانی بھی اپنی ہی ہے۔ اور شکوہ و ماتم بھی اپنے آشیانے کا ؎

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

ربیع الاول کے دوسرے ہفتہ میں ڈھاکہ کی مقامی سیرت کمیٹی کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی معیت میں راقم الحروف اور محترم قاری سعید الرحمان صاحب کو ڈھاکہ جانا پڑا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض عوارض کی وجہ سے قیام دو ہی دن رہا ایک دن ڈھاکہ اور دوسرے دن میمن سنگھ جانا پڑا تیسرے دن واپسی ہوئی، اتنے مختصر وقت میں جو دو ایک جلسوں ہی میں گذرا، مشرقی پاکستان کے تازہ حالات کے بارہ میں کوئی رائے قائم کر لینا مشکل سی بات ہے۔ تاہم یہ بات سرسری جائزہ سے بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مشرقی پاکستان میں خطرات اور اس کے بیرونی اور اندرونی محرکات یہاں کی بہ نسبت اگرچہ زیادہ ہیں مگر پھر بھی وہاں کے لادینی عناصر بالخصوص سوشلزم کی قوت کے بارہ میں عموماً جو تاثر قائم کیا جا رہا ہے۔ وہ مبالغہ پر مبنی ہے اور کچھ خاص سیاسی مقاصد اس پروپیگنڈہ میں کارفرما رہتے ہیں۔ بحمداللہ وہاں کے عوام کی اکثریت مخلص اور دیندار ہے۔ بلاشبہ علاقائیت، خودمختاری، بنگلہ قومیت کے ساتھ ساتھ طبقاتی منافرت، اور سوشلزم کی تحریک بھی بڑے زور شور سے اٹھائی گئی۔ مگر دینی طبقوں اور علماء کرام کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں اور سب سے بڑھ کر عوام کی شدید معاشی بدحالی کے باوجود دینی شعور کی پختگی اور ایمان کی صلابت نے ان عناصر کے حوصلے کافی حد تک پست کر دئیے ہیں۔ اور اب وہ لوگ بھی انتخابی مہم میں قرآن وسنت اور خلافت راشدہ کا نام لینے لگے ہیں۔ جو سوشلزم اور بنگلہ قومیت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کا اعلان کئے پھرتے تھے۔ سوشلسٹ ذہنیت کئی دھڑوں میں بٹ گئی ہے۔ بھاشانی گروپ تین حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ احساس شکست اور حالات ناساز گار ہو جانے کے تصور نے ان عناصر کو مایوسی کے عالم میں دہشت پسندی سے کام لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ موجودہ گھیراؤ، ہڑتال اور بموں کے واقعات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ تاہم ایسے لوگ اتنا جلد ہار ماننے والے نہیں اور خطرہ اُس وقت تک موجود رہے گا جب تک وہاں کے معاشی مسائل (جو بہت گھمبیر اور واقعی توجہ طلب ہیں) کا حل صحیح اور مکمل اسلام کے ذریعہ نہ نکالا جائے۔

بعض عناصر نے اسلام اور سوشلزم کے نام پر نظریاتی جنگ برپا کرنے میں جو انتہائی رویہ اختیار کر رکھا ہے اس سے مرض بڑھ سکتا ہے زائل نہیں ہو سکتا۔ افلاس اور غربت کے مارے عوام کو نفرت اور عداوت کی بجائے شفقت، محبت اور حکمت کے ساتھ گلے لگا کر ہی سوشلزم کے دامِ زریں سے بچایا جا سکتا ہے۔ کفر و اسلام کے دو دھڑے بنا کر سادہ اور خالی الذہن عوام لادینیت کے علمبردار سیاستدانوں کی گرفت میں چلے جائیں گے۔ ہمارے وہاں کے ایک ثقہ دوست کے خیال میں یہاں کے کچھ انتہا پسند لیڈروں کو وہ لوگ مغربی پاکستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے مفاد پرست طبقہ کا نمائندہ سمجھتے ہیں جس کے خلاف (غلط یا صحیح) وہاں شدید جذبہ پایا جاتا ہے۔ اس کا بالواسطہ اثر اسلام کے خلاف پڑ سکتا ہے۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام اور کفر کا سوال کھڑا کر کے اسطرح ہمارے استحصال کے لئے راہ ہموار کی جارہی ہے۔ جبکہ بنگال کے مسلمان دینی لحاظ سے ہمارے ہاں سے زیادہ غیور اور حسور نہیں تو کم بھی نہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ عوام کی دینداری علماء اور دینی طبقوں کے مساعی کے باوجود بعض ایسے عوامل کارفرما ہیں جو بظاہر معمولی سہی لیکن وہاں کی ملی و فکری اور قومی زندگی کے لئے نہایت نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

سوشلزم کی پرچار لٹریچر کی شکل میں بڑے زور شور سے جاری ہے۔ بنگلہ زبان سمجھ میں نہ آسکنے کے باوجود بھی ہر بک سٹال اور مکتبہ کی کتابوں پر لینن اور کارل مارکس کی تصاویر سوشلسٹ لٹریچر کی غمازی کرتے ہیں۔ اور بڑی خرابی یہ ہے کہ لٹریچر کلچر اور ثقافت کے میدان میں تو گویا بھارت چھایا ہوا ہے۔ میمن سنگھ سے ٹرین میں آتے ہوئے ایک ہاکر جو کتابوں کا بڑا بلندہ اٹھائے ہوئے تھا "ہمارے رہبر سفر مولانا محی الدین خان صاحب نے کسی پاکستانی مطبوعہ کتاب یا ناول کا پوچھا تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ سوء اتفاق کہئے یا کچھ اور اس کے پاس جتنا لٹریچر بھی تھا۔ بھارت سے درآمد شدہ تھا۔ ان افسانوں، ناولوں ڈراموں اور کتابچوں میں ظاہر ہے کہ وہی زہر بھری ہو گی جو ہماری قومی یکجہتی، ملی نظریات بالخصوص نظریہ پاکستان کے لئے نہایت مہلک ثابت ہو رہا ہے۔ اخلاق اور جنسی انارکی پھیلانے میں بھی یہ لٹریچر پیش پیش ہے جسے عموماً ہندو لکھ کر شائع کرتے ہیں۔ اور زیادہ تر ایسی کتابیں کلکتہ وغیرہ سے پہنچ کر نئی پود اور نوجوان ذہن کے اخلاق و کردار کو برباد کر رہی ہیں ـــــــ کسے معلوم نہیں کہ "متحدہ بنگالی قومیت" مشرقی پاکستان کی سالمیت کے لئے ایک نہایت خطرناک چیز ہے مگر وہاں کے بعض سرکاری اور نیم سرکاری ادارے بھی اس بارہ میں دانستہ یا نادانستہ نہایت غیر محتاط واقع ہوئے ہیں۔ ٹیگور مشہور شاعر بنگلہ نیشنلزم کا بہت بڑا منادی تھا۔ اس کی برسی منانے میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، بنگال اکیڈمی، بنگال ترقیاتی بورڈ قسم کے اداروں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ان ہی نظریات کی پرچار کی گئی جن کا ٹیگور داعی رہا۔ قومی یکجہتی اور ملی نظریات کے ساتھ ایسا نامناسب طرز عمل اور غیر محتاط رویہ مشرقی پاکستان تک محدود نہیں ہمارے ہاں بھی اس سے زیادہ بے احتیاطی کا مظاہرہ ہونے لگتا ہے۔ مشرقی پاکستان میں یہ چند ایک ایسے امور ہیں جن میں وہاں کی ہندو آبادی بھی مسلمانوں کے روادارانہ اور عادلانہ برتاؤ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے غلط فائدہ اٹھا کر درپردہ حصہ لے رہی ہے، مگر ان باتوں کی اصلاح اور تدارک میں بہرحال بڑے جانفشانی اور تندہی کی ضرورت ہے اور ایسے تمام امور کو نگاہ میں رکھنا لازمی ہے جو آگے چل کر وہاں کی دینی حمیت سے سرشار مسلمانوں کو کسی غلط راستہ پر ڈال سکتے ہوں۔

★

جمعیۃ العلماء اسلام کے رہنما مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی پر قاتلانہ حملے کو کافی دن ہو چکے ہیں مگر اس بزدلانہ حرکت کے خلاف ملک بھر میں احتجاجی بیانات جلسے جلوسوں کا سلسلہ زوروں پر ہے مگر ملزموں کے بارہ میں دو چار سرسری باتوں کے علاوہ اب تک جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا کوئی تفصیل منظر عام پر نہیں آسکی، یہ معاملہ ایک قومی وملی مسئلہ تھا، اور ارباب حکومت کو اس معاملہ کے نازک پس منظر شر پسندوں کے خطرناک عزائم اور مولانا کی بلند وبالا شخصیت کے پیش نظر تحقیقات اور ملزموں کے بیانات کے سلسلہ میں جس تندہی اور گرمجوشی سے کام لینا چاہیئے تھا، اب تک ایسا نہیں کیا گیا۔ یہ سرد مہری یقیناً نہ صرف حکومت بلکہ مستقبل میں ملک وملت کی سلامتی اور امن وامان کے حق میں نہایت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ مولانا غلام غوث صاحب کے سیاسی نظریات اور طریق کار سے ہزار دفعہ اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر مولانا کی بے لوث خدمات دین اور اعلاء دین کے لئے سرفروشانہ زندگی، باطل کی سرکوبی کے لئے انتھک محنت اور سب سے بڑھ کر ان کے اخلاص اور دیانتداری سے چشم پوشی اور انکار کرنا کسی حق پسند شخص کے لئے بے حد مشکل ہے۔ مولانا یورپ کے استعمار اور مغربی سامراج کو بجا طور پر اسلام اور مسلمانوں کا دشمن نمبر ایک سمجھتے ہیں۔ خیر القرون سے ہٹے ہوئے ہر باطل نظریہ اور تحریک کا استیصال کرنا ان کی زندگی کا خاص مشن ہے اور اس بارہ میں وہ ذرہ برابر نرمی رواداری یا تساہل بلکہ حکمت ومصلحت آمیز سلوک کے بھی روادار نہیں ہوتے اور شدت جذبات میں کبھی کبھی وہ ایسا رویہ بھی اختیار کر لیتے ہیں جو بعض سنجیدہ طبائع پر بھی شاق گذرنے لگتا ہے۔ مگر اسکی وجہ ان کی جلالی شان کا غلبہ ہوتا ہے۔ کسی سے ذاتی عناد یا نفسانی جذبات ہرگز نہیں۔

بیشک مولانا کے طریق کار اور موقف سے اختلاف کا حق بھی ہر کسی کو حاصل ہے۔ مگر یہ اختلاف دلائل اور جوابات کے دائرہ میں رہنا چاہیئے۔ قتل وقتال اور خون خرابے جیسے کمینہ اقدامات ملک کے ہر طبقہ کیطرف سے مذمت اور نفرین کے مستحق ہیں۔ مولانا نہ صرف سیاسی قائد ہیں بلکہ دین کے ایک ممتاز عالم اور مجاہد سپاہی بھی ہیں۔ اس لحاظ سے موجودہ قاتلانہ حملہ صرف مولانا پر نہیں

© rasailojaraid.com